امام ابوحنیفہ رحؒ کی فراست

از: مفتی امانت علی قاسمی
استاذ حدیث وافتاء، دارالعلوم حیدرآباد

امام اعظم ابوحنیفہ کو اللہ تعالی نے بے پناہ فراست وذکاوت سے نوازا تھا، امام صاحب مشکل سے مشکل مسئلہ کو اتنی آسانی سے حل فرماتے تھے کہ بڑے بڑے علم وفن کے تاجدار بھی حیران وششدرر ہ جاتے تھے، یہی وجہ ہے کہ وقت کے جبال العلم علماء اور فقہ وحدیث کے آفتاب وماہتاب نے آپ کی ذہانت، حاضر جوابی اور فراست وذکاوت کا اعتراف کیا ہے، اور نہ صرف آپ کے معتقدین؛ بلکہ معاصرین اور متعصبین نے بھی اس حقیقت کا اظہار کیا ہے۔

عبداللہ ابن مبارک فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو فہم وفرست میں ابوحنیفہ سے بڑھ کر نہیں پایا ہے، (تاریخ بغداد ۱۵/ ۴۵۹) آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر ابوحنیفہ کی عقل کو نصف اہل زمین کی عقل سے تولیں تو ابوحنیفہ کی عقل غالب آجائے گی (اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ۱/ ۹۱) ہارون رشید نے جب امام صاحب کے بارے میں سنا تو فرمایا کہ ابوحنیفہ اپنے دل کی آنکھوں سے وہ چیز دیکھ لیتے ہیں جو ہم اپنے سر کی آنکھوں سے نہیں دیکھ پاتے ہیں (تاریخ بغداد ۱۶/ ۳۶۹) یزید بن ہارون کہتے ہیں میں بہت سے لوگوں سے ملا؛ لیکن میں نے امام ابوحنیفہ سے زیادہ عقلمند کسی کو نہیں پایا (اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ۱/ ۴۲) امام شافعی فرماتے ہیں کہ عورتوں نے ابوحنیفہ سے زیادہ کسی کو عقلمند پیدا نہیں کیا۔ (مناقب ابی حنیفہ للموفق ۱/ ۱۵۵)

تاریخ کی کتابوں میں امام صاحب کی ذہانت وذکاوت اور فہم وفراست کے بہت سے حیران کن واقعات مذکور ہیں، امام صاحب کی فراست کے ان واقعات سے علمی وفقہی مسائل کی گرہ کشائی کے راستے معلوم ہوتے ہیں، نیز یہ واقعات ہمیں غور وفکر کی دعوت دیتے ہیں اور فکر صحیح وفکر سلیم کی طرف رہنمائی کرتے ہیں، ذیل میں چند واقعات نقل کیے جاتے ہیں، جن سے امام صاحب کا علمی تبحر، جامعیت، کاملیت، قوتِ استحضار اور مجتہدانہ شان چھلکتی نظر آتی ہے۔

امام صاحب کا حکیمانہ فیصلہ

کوفہ کے ایک شخص نے بڑے دھوم دھام سے ایک ساتھ اپنے دو بیٹوں کی شادی کی، ولیمہ کی دعوت میں تمام اعیان واکابر موجود تھے، مسعر بن کدام، حسن بن صالح، سفیان ثوری، امام اعظم بھی شریک دعوت تھے، لوگ بیٹھے کھانا کھا رہے تھے کہ اچانک صاحب خانہ بدحواس گھر سے نکلا اور کہا ''غضب ہوگیا'' زفاف کی رات عورتوں کی غلطی سے بیویاں بدل گئی جس عورت نے جس کے پاس رات گزاری وہ اس کا شوہر نہیں تھا۔

سفیان ثوری نے کہا امیر معاویہ کے زمانے میں ایسا واقعہ پیش آیا تھا، اس سے نکاح پر کچھ فرق نہیں پڑتا ہے؛ البتہ دونوں کو مہر لازم ہوگا، مسعر بن کدام، امام صاحب کی طرف متوجہ ہوئے کہ آپ کی کیا رائے ہے، امام صاحب نے فرمایا پہلے دونوں لڑکے کو بلایا جائے تب جواب دوں گا، دونوں شوہر کو بلایا گیا امام صاحب نے دونوں سے الگ الگ پوچھا کہ رات تم نے جس عورت کے ساتھ رات گزاری ہے، اگر وہی تمہارے نکاح میں رہے کیا تمہیں پسند ہے؟ دونوں نے کہا: ہاں! تب امام صاحب نے فرمایا: تم دونوں اپنی بیویوں کو جن سے تمہارا نکاح پڑھایا گیا تھا، اسے طلاق دے دو اور ہر شخص اس سے نکاح کر لے جو اس کے ساتھ ہم بستر رہ چکی ہے۔ (عقود الجمان ص: ۲۵۵)

حضرت سفیان ثوری نے جو جواب دیا تھا مسئلہ کے لحاظ سے وہ بھی صحیح تھا، وطی بالشبہ کی وجہ سے نکاح نہیں ٹوٹتا ہے؛ مگر امام صاحب نے جس مصلحت کو پیش نظر رکھا، وہ ان ہی کا حصہ تھا: اس لیے کہ وطی بالشبہ کی وجہ سے عدت تک انتظار کرنا پڑتا جو اس وقت ایک مشکل امر تھا پھر عدت کے زمانے ہر ایک کو یہ خیال گزرتا کہ میری بیوی دوسرے کے پاس رات گزار چکی ہے، اور اس کے ساتھ رہنے پر غیرت گوارہ نہ کرتی اور نکاح کا اصل مقصد الفت ومحبت، اتحاد واعتماد بڑی مشکل سے قائم ہو پاتا۔

تکفیر میں حزم واحتیاط

امام صاحب حتی الامکان مومن کی تکفیر سے احتراز کرتے تھے، امام صاحب کا مسلک تھا کہ اگر کسی مسلمان میں کفر کے ننانوے وجوہات ہوں اور صرف ایک وجہ ایمان کی موجود ہوں تو اسی کو ترجیح دی جائے گی اور ممکن حد تک مومن کے فعل کی تاویل کی جائے گی؛ چنانچہ امام صاحب کے مختلف سوانح نگاروں نے یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک شخص امام صاحب کی مجلس میں حاضر ہوا اور عرض کیا

کہ ایک شخص اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے اس کے باوجود وہ جنت کی خواہش نہیں رکھتا، جہنم سے ڈرتا نہیں، مردہ کھاتا ہے، بلا رکوع وسجدے کے نماز پڑھتا ہے، اس چیز کی شہادت دیتا ہے، جسے اس نے دیکھا تک نہیں، حق بات کو ناپسند کرتا ہے، رحمت خداوندی سے دور بھاگتا ہے اور یہود ونصاری کی تصدیق کرتا ہے۔

بظاہر یہ سب وجوہاتِ کفر ہیں جو اس شخص میں موجود ہیں، اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے، جس شخص نے یہ سوال کیا تھا، وہ امام صاحب سے بغض رکھتا تھا، آپ نے پوچھا تم ان سوال کا حل جانتے ہو؟ اس نے کہا نہیں؛ لیکن یہ بہت بری چیز ہے، امام صاحب نے اپنے شاگردوں سے پوچھا، اس شخص کے بارے تم لوگوں کی کیا رائے ہے؟ ان سب نے ایک زبان ہوکر کہا: جس شخص کی یہ صفات ہوں، وہ بدترین انسان ہے، امام صاحب نے فرمایا: میرے نزدیک وہ شخص اولیاء اللہ میں سے ہے، سائل کو حیرت ہوئی تو امام صاحب نے فرمایا: سنو! تمہارا یہ کہنا کہ جنت کی آرزو نہیں رکھتا اور جہنم سے نہیں ڈرتا ہے اس کا مطلب ہے کہ یہ شخص جنت کے مالک کی آرزو رکھتا ہے اور جہنم کے مالک سے ڈرتا ہے، تمہارا یہ کہنا کہ مردار کھاتا ہے، اس کا مطلب ہے کہ وہ مچھلی کھاتا ہے، تمہارہ یہ کہنا کہ بلا رکوع وسجدہ کے نماز پڑھتا ہے اس کا مطلب ہے کہ جنازہ کی نماز پڑھتا ہے، تمہارا یہ کہنا کہ حق کو ناپسند کرتا ہے، اس کا مطلب ہے کہ وہ شخص زندگی کو پسند کرتا ہے؛ تاکہ اللہ کی خوب اطاعت کرسکے اور موت کو ناپسند کرتا ہے؛ جبکہ موت حق ہے، تمہارا یہ کہنا کہ فتنہ کو پسند کرتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ مال اور اولاد کو پسند کرتا ہے، اللہ تعالی نے فرمایا: إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ، تمہارا یہ کہنا کہ رحمت سے بھاگتا ہے اس کا مطلب ہے کہ وہ بارش سے بھاگتا ہے اور تمہارا یہ کہنا کہ یہود ونصاری کی تصدیق کرتا ہے تو وہ یہود کے اس قول لیست النصاری علی شیء اور نصاری کے قول لیست الیهود علی شیء کی تصدیق کرتا ہے، جو کہ عین ایمان ہے، یہ سن کر وہ آدمی کھڑا ہوا اور امام صاحب کی پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا کہ آپ نے حق فرمایا، میں اس کی گواہی دیتا ہوں۔ (عقود الجمان ص: ۲۵۱)

رافضی نے توبہ کرلی اور شنیع حرکت سے باز آگیا

کوفہ کا ایک رافضی حضرت عثمان ذوالنورین کے خلاف بکواس کرتا تھا، کبھی انھیں کافر کہتا اور کبھی یہودی، امام صاحب کو خبر ہوئی تو دفاع صحابہ میں تڑپ اٹھے اور جب تک اس سے ملاقات نہ کرلی بے چین رہے، آخر اس رافضی کے پاس تشریف لے گئے اور بڑے ادب، محبت اور نرمی

سے کہا بھائی! میں تیری لخت جگر (بیٹی) کے لیے فلاں صاحب کی طرف سے منگنی کا پیغام لایا ہوں، اللہ نے اس صاحب کو حفظ قرآن کی دولت سے نوازہ ہے، اس کی تمام رات نوافل اور تلات قرآن میں گزرتی ہے، خدا کا خوف ہمہ وقت غالب رہتا ہے، تقوی میں اس کی نظیر نہیں، رافضی نے کہا: بہت اچھا یہ تو میری لڑکی کے لیے نہیں؛ بلکہ ہمارے پورے خاندان کے لیے سعادت ہے، امام صاحب نے فرمایا: مگر اس میں ایک عیب ہے کہ مذہباً یہودی ہے، رافضی کا رنگ بدل گیا اور جھلا کر بولا: کیا میں اپنی لڑکی کی شادی یہودی سے کردوں؟ تب امام صاحب نے فرمایا بھائی! آپ تو اپنی لخت جگر کو ایک یہودی کے نکاح میں دینے کو تیار نہیں تو حضور ﷺ نے اپنے نور دل کے دو ٹکڑے (دو بیٹیاں) حضرت عثمان (جو آپ کے گمان میں یہودی تھا) کو کس طرح دے دیا؟ امام صاحب کا یہ ارشاد رافضی کی تنبیہ اور ہدایت کا باعث ہوا، وہ اپنے کیے پر نادم اور پشیمان ہوا اور خلوص دل سے توبہ کر کے ہمیشہ کے لیے ایسی حرکتوں سے باز آ گیا۔ (عقود الجمان ص: ۲۷۳)

امانت کے منکر نے امانت واپس کردی

ایک صاحب کوفہ میں ایک شخص کے پاس کچھ امانت رکھ کر حج کو گئے اور واپسی پر انھوں نے اپنی امانت واپس طلب کی تو اس شخص نے انکار کر دیا، وہ سیدھا امام صاحب کے پاس حیران و پریشان گیا اور اپنا حال بیان کیا، آپ نے اس شخص سے فرمایا: ابھی اس واقعہ کو کسی سے بیان مت کرنا اور اس شخص کو اپنے پاس بلوایا اور اس سے تنہائی میں فرمایا کہ ان دنوں چند اشخاص میرے پاس اس مشورہ کے لیے آئے ہیں کہ کون شخص قضاء کی لیاقت رکھتا ہے؟ اگر تو پسند کرتا ہے تو میں تیرے لیے سفارش کردوں گا اس نے بظاہر کچھ انکار کیا؛ لیکن عہدہ کی ہوس سے آخر راضی ہو گیا، امام صاحب نے اس کو رخصت کر دیا اور امانت رکھانے والے کو بلا کر کہا: تو اب جا کر اپنی امانت طلب کر لے، مل جائے گی، جب اس نے جا کر دوبارہ امانت طلب کی تو اس نے اس خیال سے کہ میری بددیانتی کا شہرہ ہو جائے گا اور عہدۂ قضاء سے محروم ہو جاؤں گا، اس نے امانت واپس کردی، بعد میں امام صاحب کے پاس عہدۂ قضاء کا طالب ہوا تو آپ نے فرمایا کہ یہ عہدہ تیرے مرتبہ سے کم ہے، اس سے بڑے عہدہ کے لیے میں خیال رکھوں گا۔ (اخبار ابی حنیفہ واصحابہ للصیمری ص: ۴۰)

ایک عجیب وغریب تدبیر

امام طحاوی نے لیث بن سعد سے روایت کی کہ میں امام صاحب کا ذکر سنتا تھا، پھر مجھے امام صاحب کو دیکھنے کی تمنا ہوئی اچانک میں نے دیکھا کہ لوگ ایک شخص کے پاس بھیڑ لگائے ہوئے

ہیں، میں ادھر متوجہ ہوا تو ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا: اے ابوحنیفہ! میں سمجھ گیا کہ یہ وہی ابوحنیفہ ہیں، اس آدمی نے کہا کہ میں مالدار آدمی ہوں، میرا ایک لڑکا ہے، میں اس کی شادی کرتا ہوں اور بہت سارا مال خرچ کرتا ہوں؛ مگر وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے اور اس طرح میرا مال برباد ہوجاتا ہے،اس کی کوئی تدبیر ہے؟ امام صاحب نے فوراً فرمایا: اس کو غلاموں کے بازار میں لے جاؤ جب وہ کسی باندی کو دیکھنے لگے تو تم اس باندی کو اپنے لیے خرید کر اس کے ساتھ نکاح کرادو، اگر وہ طلاق دے گا تو وہ تمہارے ملک میں رہے گی اور اگر آزاد کرے گا تو اس کا عتق جائز نہ ہوگا۔ لیث بن سعد کہتے ہیں خدا کی قسم! ان کا صحیح اور برجستہ جواب دینا مجھے بہت پسند آیا (تذکرۃ النعمان، ص:۲۴۴)

امام ابویوسف کی تنبیہ

خطیب بغدادی نے محمد بن سلمہ سے اور ابوعبداللہ صیمری نے فضل بن غانم سے روایت کی ہے کہ امام ابویوسف بیمار ہوگئے تو امام صاحب نے ان کی متعدد بار عیادت کی، آخری بار جب عیادت کے لیے تشریف لے گئے تو ان کو بہت کمزور پایا تو انا للّٰہ پڑھا اور فرمایا: تمہارے بارے میں توقع ہے کہ تم میرے بعد مؤمنین کے لیے موجود رہوگے اور تمہاری موت کی مصیبت مؤمنین پر آئی تو تمہارے ساتھ علم کا بڑا ذخیرہ ضائع ہوجائے گا۔

ایک روایت یہ ہے کہ امام صاحب نے فرمایا اگر نوجوان مرگیا تو کوئی نہیں ہے جو اس نوجوان کی جگہ پر کرسکے، یہ خبر امام ابویوسف کو پہونچ گئی، ادھر اللہ کے فضل سے شفاء ہوگئی تو دل میں عجب پیدا ہوگیا اور علم فقہ کی الگ مجلس قائم کرلی اور امام صاحب کی مجلس میں جانا چھوڑ دیا لوگوں کی توجہ ان کی طرف بھی ہوگئی، امام صاحب نے ان کے بارے میں لوگوں سے معلومات کیں تو لوگوں نے بتایا کہ انھوں نے اپنا حلقۂ درس قائم کرلیا ہے، امام صاحب نے ایک آدمی کو بلایا اور فرمایا کہ ابویوسف کی مجلس میں جاؤ اور معلوم کرو کہ ایک آدمی نے دھوبی کو دو درہم کے عوض کپڑا دھونے کے لیے دیا، کچھ دنوں کے بعد جب دھوبی کے پاس کپڑا لینے گیا تو دھوبی نے کپڑے کا ہی انکار کردیا اور کہا تمہاری کوئی چیز میرے پاس نہیں ہے، وہ آدمی واپس آگیا پھر دوبارہ اس کے پاس گیا اور اپنا کپڑا طلب کیا تو دھوبی نے دھلا ہوا کپڑا واپس اسے کردیا، اب دھوبی کو اجرت ملنی چاہیے یا نہیں؟ اگر وہ کہیں: ہاں ملنی چاہیے! تو کہنا: آپ سے غلطی ہوگئی اور کہیں اس کو اجرت نہیں ملنی چاہیے! تو بھی کہنا: غلط! وہ آدمی امام ابویوسف کی مجلس میں گیا اور مسئلہ معلوم کیا، امام ابویوسف نے فرمایا: اجرت واجب ہے، اس آدمی نے کہا: غلط! امام ابویوسف نے غور کیا پھر فرمایا:

اس کو اجرت نہیں ملنی چاہیے! اس آدمی نے پھر کہا: غلط! امام ابو یوسف فوراً اٹھے اور امام صاحب کی مجلس میں پہونچ گئے، امام صاحب نے فرمایا: معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو دھوبی کا مسئلہ لایا ہے، ابو یوسف نے عرض کیا: جی ہاں، امام صاحب نے فرمایا: سبحان اللہ! جو شخص اس لیے بیٹھا ہو کہ لوگوں کو فتوی دے، اس کام کے لیے حلقۂ درس جما لیا، اللہ کے دین میں گفتگو کرنے لگا اور اس کا مرتبہ یہ ہے کہ اجارہ کے ایک مسئلہ کا صحیح جواب نہیں دے سکتا، امام ابو یوسف نے عرض کیا: حضرت صحیح جواب بتا دیجیے؟ امام صاحب نے فرمایا: اگر اس نے دینے سے انکار کے بعد دھویا تو اجرت کا استحقاق نہیں ہے، کیونکہ اس نے اپنے لیے دھویا ہے اور اگر غصب سے پہلے دھویا تھا تو اس کو اجرت ملے گی؛ اس لیے اس نے مالک کے لیے دھویا تھا۔ (تذکرۃ النعمان ص: ۲۲۳)

ابن ابی لیلیٰ کی چھ غلطیاں

حسن بن زیاد لؤلؤی کہتے ہیں کہ میرے گھر کے قریب ایک پاگل عورت رہتی تھی، جس کا نام ام عمران تھا، ایک آدمی اس کے قریب سے گزرا اور اس سے کچھ کہا، پاگل عورت نے کہا: یَا ابْنَ الزَّانِیَیْنِ (اے دوزنا کرنے والوں کے بیٹے) اتفاق سے قاضی ابن ابی لیلیٰ نے سن لیا، انھوں نے حکم دیا کہ اس کو پکڑ لاؤ، ابن ابی لیلیٰ نے اس کو مسجد میں داخل کرا کر دو حدیں لگوائیں، ایک ماں پر تہمت لگانے کی، دوسرے باپ پر تہمت لگانے کی، امام صاحب کو معلوم ہوا تو فرمایا: ابن ابی لیلیٰ نے اس فیصلے میں چھ غلطیاں کی ہیں: اول یہ کہ وہ مجنونہ تھی اور مجنونہ پر حد نہیں ہے، دوسری مسجد میں حد لگوائی اور حدود مسجد میں نہیں لگائی جاتی، تیسری غلطی یہ کی کہ اسے کھڑی کر کے حد لگوائی جب عورتوں پر حد بیٹھا کر لگائی جاتی ہے، چوتھی یہ کہ اس پر دو حدیں لگوائیں؛ جبکہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی پوری قوم پر تہمت لگائے تو اس پر ایک حد لگائی جاتی ہے، پانچویں غلطی یہ کی کہ حد لگانے کے وقت اس عورت کے ماں اور باپ موجود نہیں تھے؛ حالانکہ ان کا حاضر ہونا ضروری تھا، چھٹی غلطی یہ کی کہ دونوں حدوں کو جمع کر دیا؛ حالانکہ جس پر دو حد واجب ہوں، جب تک پہلی خشک نہ ہو جائے دوسری نہیں لگا سکتے، یہ فتوی ابن ابی لیلیٰ تک پہونچ گیا، انھوں نے امیر سے شکایت کر دی، امیر نے امام صاحب کو فتوی دینے سے روک دیا، اس کے کچھ دنوں کے بعد امیر کوفہ عیسی بن موسی کو کچھ مسائل پیش آئے، امام صاحب سے وہ مسائل پوچھے گئے، آپ نے جواب دیا، یہ جواب امیر کو پسند آیا، اس کے بعد اس نے امام صاحب کو اجازت دے دی اور امام صاحب اپنے مسند درس پر رونق افروز ہوئے۔ (تذکرۃ النعمان، ص: ۲۳۴)

دفینہ مل گیا

امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ ایک شخص امام ابوحنیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے کچھ مال گھر میں دفن کیا تھا؛ لیکن جگہ بھول گیا کہ کہاں دفن کیا تھا؟ امام صاحب نے فرمایا: تو میں کس طرح بتا سکتا ہوں؟ یہ سن کر وہ آدمی رونے لگا، امام صاحب نے اپنے تلامذہ سے کہا میرے ساتھ اس کے گھر پر چلو، وہ آدمی سب کو لے کر اپنے گھر پر آیا، امام صاحب نے فرمایا: تم سوتے کہاں تھے اور کپڑے کہاں رکھتے تھے؟ وہ آدمی ایک کمرے میں لے گیا، اب امام صاحب نے اپنے شاگردوں سے کہا اگر یہ گھر آپ لوگوں کا ہوتا اور کچھ دفن کرنا ہوتا تو کہاں دفن کرتے؟ ایک نے کہا: یہاں، دوسرے نے کہا: وہاں، اس طرح پانچ جگہوں کی نشان دہی کی گئی، امام صاحب نے ان جگہوں پر کھودنے کا حکم دیا؛ چنانچہ تیسری جگہ کھودنے پر مال نکل آیا، امام صاحب نے اس آدمی سے کہا: اللہ تعالی کا شکرادا کر، اس نے تیرا مال لوٹا دیا۔ (تذکرۃ النعمان، ص:۲۳۹)

ضحاک ہکّا بکّا رہ گیا

ابو ولید طیالسی سے روایت ہے کہ ضحاک شاری کوفہ آیا اور امام صاحب سے کہا: توبہ کرو، امام صاحب نے فرمایا: کس چیز سے؟ اس نے کہا حَکَم کو جائز قرار دینے سے، امام صاحب نے اس سے فرمایا: تو مجھے قتل کرے گا یا مناظرہ؟ اس نے کہا: مناظرہ، تو امام صاحب نے فرمایا اگر کسی چیز میں ہمارا، تمہارا اختلاف ہو تو فیصلہ کون کرے گا؟ اس پر ضحاک نے کہا: تم جس کو چاہو فیصل بنا لو، امام صاحب نے اس کے ساتھیوں میں سے ایک شخص سے کہا: بیٹھ جاؤ جس چیز میں ہمارا اختلاف ہو فیصلہ کرنا! پھر ضحاک شاری سے فرمایا: میرے اور اپنے درمیان اس کے حکم ہونے پر راضی ہو؟ اس نے کہا ہاں، تو امام صاحب نے فرمایا: پھر تو تم نے خود ہی تحکیم کو جائز قرار دے دیا، اس پر ضحاک ہکّا بکّا رہ گیا (تذکرۃ النعمان، ص:۲۳۶)

طلاق سے بچنے کی بہترین تدبیر

امام ابوحنیفہ نے حماد کی ماں کے علاوہ ایک اور عورت سے نکاح کرلیا، جب حماد کی ماں کو معلوم ہوا تو انھوں نے اصرار کیا کہ دوسری بیوی کو طلاق دے دو اور خود امام صاحب سے الگ ہو گئیں، امام صاحب نے ایسی تدبیر کی کہ حماد کی ماں کو یقین ہو گیا کہ نئی بیوی کو تین طلاق پڑ گئی ہے اور ان کے قلب کو سکون ہو گیا۔

ہوا یہ کہ امام صاحب نے دوسری بیوی سے کہا کہ ام حماد کے پاس آنا، میں وہاں ہوں گا اور

آ کر یہ مسئلہ پوچھنا کہ جب کسی نے کسی دوسری عورت سے نکاح کرلیا تو کیا پہلی عورت کے لیے جائز ہے کہ اپنے شوہر کو چھوڑ دے؟ امام صاحب کی تعلیم کے مطابق وہ آئیں اور یہی سوال کیا، امام صاحب نے جواب دیا کہ اس کے لیے جائز نہیں کہ اپنے شوہر کو چھوڑ دے، حماد کی ماں سن رہی تھی، کہنے لگی جب تک نئی بیوی کو طلاق نہیں دوگے میں تمہارے ساتھ نہیں رہوں گی، اس پر امام صاحب نے فرمایا: میری ہر وہ عورت جو اس گھر کے باہر ہے اس کو تین کو طلاق۔ بس کیا تھا، ام حماد خوش ہوگئیں اور معافی مانگی، جب کہ امام صاحب نے نئی بیوی کو طلاق بھی نہیں دی۔ (تذکرۃ النعمان، ص:۲۵۱)

قسم سے بچنے کی کی تدبیر

مناقب زرنجری میں ہے کہ ایک شخص نے قسم کھائی اگر میں انڈا کھاؤں تو میری بیوی کو طلاق، اتفاق سے اس کی بیوی آستین میں رکھ کر انڈا لائی، اس نے کہا جو کچھ تیری آستین میں ہے اسے اگر نہ کھاؤں تو تمھیں طلاق، اس کو معلوم نہیں تھا کہ آستین میں انڈا ہی ہے، امام صاحب سے مسئلہ پوچھا گیا کہ کس طرح یہ آدمی اپنی سے قسم سے بری ہوسکتا ہے؟ امام صاحب نے فرمایا: انڈے مرغی کے نیچے رکھے جائیں، جب بچے نکل آئیں تو ذبح کرکے، بھون کر کھائے یا پکا کر شوربا پی لے تو حانث نہ ہوگا، اس طرح جو کچھ آستین میں تھا، اسے کھالیا خول اور چھلکے کا اعتبار نہیں؛ اس لیے کہ یہ کھائے نہیں جاتے ہیں۔ (تذکرۃ النعمان، ص:۲۵۳)

حسن تدبیر کی بہترین مثال

ابوبکر محمد بن عبداللہ نے روایت کی ہے کہ ''لولویہ'' قبیلہ کے چند لوگ کوفہ آئے، ان میں سے ایک کی بیوی بہت خوبصورت تھی، ایک کوفی شخص اس سے چمٹ گیا اور دعوی کیا کہ یہ میری بیوی ہے، عورت نے بھی کہہ دیا کہ میں اس کی بیوی ہوں، دوسری طرف لولوی نے بھی دعوی کہ یہ میری بیوی ہے؛ لیکن گواہ نہیں پیش کرسکا، امام صاحب کے سامنے مسئلہ پیش ہوا، امام صاحب قاضی ابن ابی لیلیٰ اور دیگر علماء کو ساتھ لے کر وہاں گئے اور کچھ عورتوں کو حکم دیا کہ لولوی کے خیمہ میں جائیں، جب عورتیں قریب گئیں تو لولوی کے کتے نے حملہ کردیا عورتیں واپس ہوگئیں، پھر امام صاحب نے اس عورت کو لولوی کے خیمہ میں جانے کا حکم دیا، جب وہ عورت قریب گئی تو کتا اس کے چاروں طرف دم ہلا ہلا کر گھومنے لگا، امام صاحب نے فرمایا: حق ظاہر ہوگیا، تب عورت نے بھی اعتراف کرلیا اور مرد کے سامنے جھک گئی۔ (تذکرۃ النعمان، ص:۲۵۵)

❁ ❁ ❁